فرزانہ زیدی

لیکچرار

شعبۂ اردو، جان محمد بروہی گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج،گلشن معمار، کراچی

ارضِ پاکستان کا اوّلین اردو سفرنامہ

ABSTRACT

The First travelogue of Pakistan

By Farzana Zaidi, Lecturer, Department of Urdu, Jan Muhammad Baroohi Govt. Girls Degree College, Gulshan-e-Maymar, Karachi.

Travelogue is a prosaic genre of literature. Literature encompasses the expression of human emotions, sentiments and thoughts. When a tourist pens all this, it becomes a travelogue. Before 1909 many travelogues were written in South Asia but none of those contains insight about cities of Pakistan except the travelogue (Sayyahat-e-Hind) by Maulana Hafiz Abdul Rehman Amratsari. This travelogue provides a detailed historic view of almost all cities of India. Also, it provides details about cities of Punjab & Sindh namely Lahore, Pak Pattan, Multan, Bahawalpur, Uch, Sukkur, Bhakkar, Rorhi, Kheirpur, Keranchi (Karachi), Hyderabad and Quetta via Sehwan Sharif. This travelogue provides details about twenty four big cities of Pakistan.The genre of travelogue has flourished in the 21st century but this travelogue due to its historical accounts and interesting facts deserves a special place among other contemporary travelogues. It is the only travelogue written before 1909 which provides detailed view of all cities of Pakistan. Therefore it must be considered as the very first travelogue of Pakistan.

سفر نامہ ادب کی نثری صنف ہے ادب انسان کے جذبات واحساسات،خیالات کے اظہار کا مجموعہ ہے اور جب کوئی سیاح یا مسافران جذبات و احساسات، خیالات کو ضابطہ تحریر میں لانا ہےتو سفر نامہ کہلاتا ہے۔سفر عربی زبان کا لفظ ہے انگریزی میں اس کے لیے لفظ Travel استعمال ہوا ہے۔سفر کا لفظ عربی سے اردو زبان میں شامل ہوا اس کے معنی سیاحت یا روانگی، رحلت،کُوچ،مسافت طے کرنا وغیرہ ہے مستقل جگہ یا رہائش سے کچھ مدت کے لیے دوسری جگہ، دوسرے شہر یا ملک جانا اور واپس آنے کا دورانیہ سفر کہلاتا ہے۔''نامہ'' فارسی زبان میں مستعمل ہے جس کے لغوی معنی خط،تحریر،رسالہ کتاب اور رجسٹر کے ہیں۔سفر عربی اور نامہ فارسی زبان سے لیا گیا ہے۔ان دونوں الفاظ کے مجموعے سے''سفر نامہ'' کی اصطلاح وضع کی گئی ہے انگریزی زبان میں سفر نامے کے لیے ضروری ہے کہ صرف سفر کا حال بتایا جائے۔جبکہ انگریزی زبان میں(Travel gue)

کے معنی وسعت لیے ہوئے ہیں۔ (۱)

عربی زبان میں سفرنامے کے لیے لفظ ''رحلۃ'' استعمال ہوا ہے اور فارسی زبان میں سفرنامے کو سفرنامہ ہی کہا جاتا ہے۔ سفر کے احوال کو ضابطۂ تحریر میں لانا سفرنامہ کہلاتا ہے۔ اردو میں سفرنامہ رودادِ سفر یا سفری تجربات، مشاہدات کو رقم کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (۲)

جس طرح ہر انسان مختلف عادت و اطوار کا مالک ہوتا ہے اسی طرح وہ اپنے جذبات و احساسات کے اظہار کے لیے بھی مختلف انداز اختیار کرتا ہے۔ کوئی جوش و خروش سے سفر کا احوال سناتا ہے تو کوئی طنز و مزاح کے ذریعے اپنے سفر کو دلچسپ بناتا ہے کسی کے یہاں مبالغہ آرائی زیادہ ہوتی ہے تو کوئی شخص باریک بینی سے کام لے کر اپنے مشاہدات کو بیان کرتا ہے۔ سفرنامہ بیان کرنے کے عموماً تین طریقے ہیں۔ (۳)

جس میں پہلا طریقہ خطوط کے ذریعے سفرنامہ مرتب کر دینا ہے جو کہ مصنوعی نوعیت کا ہوتا ہے۔ دوسرے طریقے میں کچھ لوگ سفر کے دوران اہم باتیں نوٹ کر کے وطن واپس آ کر سفرنامہ تشکیل دیتے ہیں ایسے سفرنامے کی تخلیقی صورت اس وقت ممکن ہوسکتی ہے جب فوراً اپنے جذبات و احساسات کو تحریر میں لا کر محفوظ کرلیا جائے کیونکہ سفر سے واپسی پر خیالات و احساسات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ تیسری صورت میں کچھ لوگ سونے سے پہلے دن بھر کے واقعات کو اپنی ڈائری میں لکھنے کے عادی ہوتے ہیں سفر کے دوران بھی اپنی اس عادت کو جاری رکھتے ہیں جس سے ان کے تحریر کردہ سفرنامے میں بے ساختگی کا عنصر غالب ہوجاتا ہے جس سے پڑھنے والا لطف اندوز ہوتا ہے۔ (۴)

سفرنامہ لکھنے کے لیے سب سے پہلی اور ضروری شرط یہ ہے کہ سفر کیا جائے جس شخص نے سفر کیا ہوگا اس کا سفرنامہ حقیقی ہوگا۔ بعض دفعہ یہ بھی ممکن ہے کہ اگر کوئی شخص حج کا سفرنامہ لکھنا چاہے تو ہمارے ادب میں حج کے موضوع پر کئی سفرنامے موجود ہیں اور ان سفرناموں سے مدد لے کر ایک نیا سفرنامہ مرتب کیا جا سکتا ہے لیکن اس سفرنامہ اور حقیقی سفرنامے میں بہت فرق ہوگا اس کی سب سے بڑی مثال مارکوپولو کا سفرنامہ ہے۔ جدید تحقیق کی رُو سے یہ معلوم ہوا کہ مارکوپولو نے چین کا سفر کبھی کیا ہی نہیں تھا۔ (۵)

۱۹۰۹ء سے قبل جنوبی ایشیاء کے سفرنامہ کا سرسری جائزہ لیا جائے تو میگستھنیز کا سفرنامہ قدیم ترین ہے جو کہ تیسری صدی قبل مسیح کی سیاسی، تہذیبی، سماجی اور صنعتی حالات کا آئینہ دار ہے۔ سید فیاض محمود نے اسے بے حد معلوماتی سفرنامہ شمار کیا ہے۔ (۶)

بے شمار لوگ ہندوستان کی یاترا کے لیے آتے تھے ان ہی میں ایک چینی سیاح ہیون سانگ تھا جس کا سفرنامہ سیاسی نوعیت کا ہے ساتویں صدی عیسوی کے ہندوستان کے چشم دید واقعات، مذہبی رجحانات، توہمات، جادو کی رسوم اور ٹونے ٹوٹکوں کے کثرتِ استعمال کا تذکرہ اس سفرنامے میں موجود ہے اس کا اردو ترجمہ ''چینی سیاح کا سفرنامہ'' کے نام سے شایع ہو چکا ہے۔ (۷)

ہندوستان سے عربوں کے تجارتی تعلقات زمانہ ماقبل تاریخ میں بھی قائم تھے۔ (۸) اور مالابار، خلیج کامبے اور گجرات

میں متعدد عربی بستیاں قائم کیں۔ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کے دوران عربوں نے ہندومت کے بارے میں معلومات جمع کیں۔ نویں صدی عیسوی کے بعد جو کتابیں مرتب کی گئیں ان میں ہندوؤں کی مذہبی اور معاشرتی رسوم کا تذکرہ افراط سے ملتا ہے۔[(۹)]

چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی فروغ اسلام کا زمانہ ہے اور اس دور میں تمام مسلمان رسول کے شہر اور کعبہ کی زیارت کے لیے سفر اختیار کرتے تھے اس لیے اسلامی ممالک کے سفر نامے زیادہ ملتے ہیں۔ حکیم ناصر خسرو بلخی علوی نے اپنا سفر سیاحت کی غرض سے کیا تھا۔ ان کا سفر پانچویں صدی ہجری کا بہترین ماخذ ہے جو کہ فارسی کے اوّلین مستند سفر ناموں میں شمار ہوتا ہے۔ اس سفر نامے کا اردو ترجمہ مولوی عبدالرزاق کانپوری نے ''سفر حکیم ناصر خسروؔ'' کے نام سے کیا۔[(۱۰)] البیرونی نے ہندوستان کا سفر (۱۰۳۰ء۔ ۹۹۸ء) کے عہد میں کیا وہ فطری طور پر سیاح نہیں تھے بلکہ وہ علم کی پیاس بجھانے کے لیے سفر اختیار کرتے تھے ہندوستان کے سفر کا مقصد بھی ہندوی علوم تک رسائی حاصل کرنا تھا۔ ''کتاب الہند'' میں اس عہد کے ہندوستان کی سماجی، مذہبی اور علمی حالات کو بہت عمدگی سے بیان کیا گیا ہے۔[(۱۱)]

ہندوستان کے لوگوں کے بارے میں لکھا ہے کہ:

> ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ملک ہے تو ان کا ملک انسان ہیں تو ان کی قوم کے لوگ، بادشاہ ہیں تو ان کے بادشاہ، دین ہے تو وہی جوان کا مذہب ہے اور علم ہے تو وہ جو اُن کے پاس ہے۔[(۱۲)]

ابنِ بطوطہ جب سفر پر نکلا تو ۲۲ برس کا جوان تھا اور جب وطن واپس لوٹا تو بوڑھا ہو چکا تھا۔[(۱۳)] محمد تغلق نے ابنِ بطوطہ کے سفر شوق سراہا اور اس کو اپنی طرف سے سفیر بنا کر بادشاہ چین کے پاس بھیجا۔[(۱۴)] لیکن بکلینگھم کی تحقیق کے مطابق کوئی ایسی شہادت یا سند موجود نہیں کہ جو ثابت کر سکے کہ اس وقت چین سے کوئی سفارت ہندوستان بھیجی گئی ہو اور جس کے جواب میں شاہ دہلی کو ایسی سفارت بھیجنی پڑی۔[(۱۵)] ڈاکٹر مرزا احمد بیگ کے مطابق سفر نامہ ابن بطوطہ کا پہلا ترجمہ پیرزادہ محمد حیات الحسن نے کیا تھا اور یہ ۱۹۰۱ میں امرتسر میں شائع ہوا۔[(۱۶)]

بابر کی ادیب بیٹی گلبدن بیگم کی کتاب ہمایوں نامہ اس دور کے ہندوستان کو ایک پردہ نشین عورت کی آنکھ سے دیکھتی ہے اور جزوی طور پر سفر نامے کے مقاصد کو پورا کرتی ہے۔[(۱۷)]

''سفر نامہ سید علی'' اکبر کے زمانے میں لکھا گیا تھا ورا اکبر کے دور کے حالات وکوائف کا نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز تذکرہ موجود ہے۔

''سفر نامہ سید علی'' اخبار ''وطن'' لاہور میں ۱۹۰۶ء چھپ چکا تھا۔[(۱۸)]

پندرھویں صدی عیسوی میں ہندوستان کے مال و دولت نے یورپ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور یورپی وہاں پہنچنے کے لیے نت نئے راستے تلاش کرنے میں مسلسل سرگرداں تھے۔ آخر پرتگالی سیّاح واسکوڈے گاما کامیابی سے ہم کنار ہوا۔

شاہجہاں اور نگزیب کے عہد میں فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیئر نے ۱۶۵۶ء سے لیکر ۶۶۸ ء تک کے مشاہدات کو طویل سفر نامے کی صورت میں ''وقائع سیاحتِ برنیئر'' کے نام سے شائع کیا۔(۱۹)

اسی دور میں ہمیں گری یا نوی (Gryn Aeus) کا سفر نامہ نیا کرہ (Navus Orbis) اور اموسیو (Ramusio) اور رچرڈ ہکلوٹ (R. Haklyut) کی تحریریں ملتی ہیں اس کے علاوہ رالف فیچ (Ralph Fitch)، ٹاور نیئر (Tavernier)، جمیز پرائر (J. Prior) کو خاص شہرت واہمیت حاصل ہوئی۔(۲۰)

جنوبی ایشیا کے سفر ناموں میں اردو میں ہمیں سب سے پہلے سید فدا حسین کا سفر نامہ ''تاریخ افغانستان'' ملتا ہے جو ۱۸۵۲ء میں لکھا گیا۔ ۔ڈاکٹر مرزا احمد بیگ نے لکھا ہے کہ یہ سفر نامہ داستانی رنگ لیے ہوئے ہے۔(۲۱)

سرسید احمد خان کا سفر نامہ جنوری ۱۸۸۴ء میں سفر نامہ پنجاب کے نام سے چھپ چکا ہے سرسید کا یہ سفر چندہ جمع کرنے کی غرض سے تھا۔سرسید کے رفیق خاص مولوی سید اقبال نے اور شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے مرتب کیا۔(۲۲)

خواجہ حسن نظامی نے بھی ۱۹۰۷ء میں ہندوستان کا سفر کیا۔سومنات مندر کے چشم دید واقعات، محمود غزنوی کے جنگی میدان کے سین، ریاست منگرول اور کاٹھیاواڑ کے مشہور تبرکات، ریاست جونا گڑھ کے تاریخی مقامات، احمد آباد اور گجرات کی تاریخی عمارتیں بزرگان دین کے مزارات اور ریاست بڑودہ کے عجیب وغریب قرآن شریف وغیرہ کی یادگاروں کا تفصیلی تذکرہ ملتا ہے۔(۲۳)

۱۹۰۹ء سے قبل جنوبی ایشیا کے سفر ناموں کا سرسری جائزہ لیا گیا لیکن اس میں ارض پاکستان کے شہروں کا تذکرہ اس طرح نہیں ملتا جس طرح مولانا حافظ عبدالرحمن امرتسری کے ''سیاحتِ ہند'' میں نظر آتا ہے۔

حافظ عبدالرحمٰن امرتسری کے حالاتِ زندگی انتہائی کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہو سکے البتہ ان کی تاریخ وفات کے بارے میں ایک قطعہ ملتا ہے۔

پیمودی تر خشک جہاں را بقدم   طے کردی از پائے سیاحت عالم
برداشتہ دل شدہ جواز دار فنا   ''عبدالرحمٰن گشتی سیاح عدم''(۲۴)

اس قطعہ تاریخ کے مطابق حافظ عبدالرحمن امرتسری نے (۱۳۲۸ھ) ۱۰رنومبر ۱۹۱۰ء کو اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی جانب کوچ کیا۔

حافظ عبدالرحمٰن امرتسری کے حوالے سے ایک تذکرہ ہمیں ابوالکلام آزاد کی کتاب ''ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی'' میں بھی ملتا ہے۔آزاد اپنے بڑے بھائی یٰسین متخلص آہ کے حوالے سے حافظ عبدالرحمن امرتسری کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کرتے ہیں کہ:

وہ (یٰسین آہ) اگر زندہ رہتے تو یہ قطعی بات تھی کہ علم وقابلیت کے اعتبار سے بہت جلد

ایک نمایاں مقام حاصل کر لیتے۔ بلادِ اسلامیہ کی سیاحت کا ان کو بہت شوق تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں جب ایک ساتھی، یعنی حافظ عبد الرحمن امرتسری مل گئے تو انھوں نے عراق کا ارادہ کیا۔ عراق دونوں ساتھ گئے لیکن میں وہاں پہنچ کر سخت بیمار ہو گیا اور واپس چلا آیا اور وہ حافظ صاحب کے ہمراہ براہِ موصل و دیارِ بکر و شام کی طرف گئے۔ اس سال دیارِ بکر میں بہت سخت سردی اور برف باری ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہیں اس مرض کی بنیاد پڑی جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوئی۔ افسوس کے ساتھ بعد کو معلوم ہوا کہ حافظ صاحب نے بحیثیت ایک رفیق سفر ہونے کے کچھ بہتر حقِ رفاقت ادا نہیں کیا۔ بہرحال جب کہ وہ دنیا میں باقی نہیں تو یہ تذکرہ فضول ہے۔ (۲۵)

یٰسین آہ کے حوالے سے اسی اقتباس کا ذکر مالک رام نے بھی اپنے رسالے ''تحریر'' میں کیا ہے۔ (۲۶)

''سیاحت ہند'' کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے حدیث کی تعلیم مولوی نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کی تھی اور اس کے علاوہ مسجدوں کی حالت زار کے بارے میں گاہے بگاہے لاہور کے اخبار ''پیسہ'' میں مضامین لکھتے تھے۔ امرتسری کے اس سفر نامے میں سیاحت کے بیان کے علاوہ تاریخی ذوقِ مطالعہ کی جھلک بھی نظر آتی ہے انھوں نے سر سید احمد خان، برنیئر، ابن بطوطہ اور کچھ انگریز مصنّفین کی کتابوں کے حوالے بھی پیش کیے ہیں۔ سر سید احمد خان کے سفر نامے ''سیر پنجاب'' سے بھی انھوں نے استفادہ کیا ہے۔

عبدالرحمن امرتسری کی تصانیف کا جائزہ لیا جائے تو انھوں نے عربی وقواعد پر دو اہم کتابیں کتاب الصرف اور کتاب النحو تصنیف کی ہیں جو ان کی شہرت کا اہم سبب بنیں اور جن کی وجہ سے حافظ صاحب کا نام ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا۔ ان کتابوں کی افادیت کو دیکھتے ہوئے انجمن حمایت اسلام نے انھیں ۱۹۰۸ء میں مدرسۂ حمیدیہ کے نصاب کا اہم جزو قرار دیا۔ ہندوستان کے دیگر مدارس میں بھی یہ کتب نصاب کا حصہ قرار پائی تھیں۔ نواب عماد الملک، سید حسین بلگرامی سابق ڈائریکٹر مدارس حیدر آباد دکن اور شمس العلماء سید علی بلگرامی جیسے مشاہیر ہندوستان نے ان دونوں کتابوں کو جو ابتدا میں رسائل کی شکل میں موجود تھیں درسی کتب کے واسطے منتخب فرمایا۔ پنجاب یونیورسٹی نے بھی انٹر کے نصاب میں شامل کیا۔

مذکورہ بالا کتب حافظ امرتسری نے مصر و شام و روم کے سفر کے بعد ہی مرتب کی ہے کیونکہ حافظ صاحب کو سیاحت کا بھی بے انتہا شوق تھا یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دو سفر نامے بھی تحریر کیے۔ سیاحت کے شوق کی بدولت حافظ صاحب ''سیاح امرتسری'' اور ''سیاح اسلامی ممالک'' کے نام سے مشہور ہو گئے تھے جس کی شہادت ہمیں ابوالکلام آزاد کی کتاب ''آزاد کی کہانی ان کی زبانی'' اور ماہنامہ ''تحریر'' ۱۹۶۸ء میں موجود مالک رام کے مضمون سے بھی ملتی ہے۔

حافظ عبدالرحمن امرتسری نے کل چار کتابیں تصنیف کی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کتاب الصرف

۲۔ کتاب النحو

۳۔ سفر نامۂ بلادِ اسلامیہ

۴۔ سیاحتِ ہند

''سفر نامۂ بلادِ اسلامیہ'' انتہائی کوششوں کے باوجود کراچی کی کسی لائبریری سے فراہم نہ ہوسکا جس کی وجہ سے مختلف کتابوں اور رسالوں کی مدد سے حاصل کردہ معلومات پیش خدمت ہے۔

۱۔سفر نامۂ بلادِ اسلامیہ:

حافظ عبدالرحمٰن امرتسری نے اپنا پہلا سفر نامہ جو کہ ملک مصر و شام و روم کے سفر پر مشتمل تھا ''سفر نامۂ بلادِ اسلامیہ'' کے نام سے تحریر کیا۔ یہ دلچسپ سفر نامہ انھوں نے ان ممالک میں کچھ عرصہ قیام کے بعد مرتب کیا جس میں مصریوں اور ترکوں کے عادت و اطوار، طریق معاشرت، طرزِ تعلیم، قابل سیر مقامات خصوصاً ملکی انتظام و فوجی حالات سلطان المعظم کے عہد کی ترقیات مفصل طور پر بیان کی گئی ہیں۔

حافظ صاحب اپنے پہلے سفر کے بارے میں ''سیاحت ہند'' کی تمہید میں تحریر کرتے ہیں کہ:

> میرا پہلا سفر ۱۸۹۸ء میں بحیرۂ قلزم کے راستہ سے قاہرہ کو تھا۔ یہ سیاحت مصر، شام اور اسلامی دار الخلافہ قسطنطنیہ کے سفر تک محدود رہی جو کہ فروری ۱۹۰۰ء میں خاتمہ کو پہنچی۔ اس دو سال کے عرصے میں عربی علم و ادب اور عربی کی تاریخ میں مہارت پیدا کرنے کا اچھا موقع ملا۔ جامع ازہر کے شیوخ (پروفیسروں) اور مختلف شہروں کے علماء کی صحبتوں سے استفادہ کیا۔ امیروں کی ملاقات اور قومی مجالس میں شریک ہونے کے باعث اُس طرف کے مسلمانوں کی طرز معاشرت کی واقفیت سے جو مُسرت حاصل ہوئی خاص کر تجارتی مشاغل نے فارغ البالی اور آزادانہ زندگی بسر کرنے میں جو رہنمائی کی وہ میری آئندہ زندگی کے لئے ایک عظیم انقلاب کا موجب قرار پائی۔ سرکاری ملازمت جو سفر سے پیشتر بہت دلپسند مشغلہ تھا اب قید بے زنجیر معلوم ہونے لگی۔ وطن پہنچ کر نوکری کو خیر باد کہا۔ بقیہ عمر سیر و سیاحت میں بسر کرنے اور علمی معلومات بڑھانے کو اپنا مقصد قرار دیا۔ سب سے پہلے عربی زبان پر دو رسالے لکھے جن کے اب تک ہزاروں نسخے ملک میں پھیل چکے ہیں۔ پھر ایک سفر نامۂ بلادِ اسلامیہ کے نام سے شائع کیا جو قوم میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔[۲۷]

سیاحتِ ہند:

سیاحت ہند اپنے اندر سفر نامہ نگاری کے تقریباً تمام اجزاء سمیٹے ہوئے ہے۔ تاریخ، جغرافیہ، مذہب، تمدن و معاشرت اور اخلاق و عادات کا وافر ذخیرہ کسی سفر نامے سے دستیاب ہوسکتا ہے وہ کسی حد تک اس سفر نامے میں موجود ہے۔

حافظ عبدالرحمن امرتسری کا ''سیاحتِ ہند'' چار سو اڑتالیس (۴۴۸) صفحات پر مشتمل ہے جس میں چونتیس (۳۴) عکسی تصویریں اور ایک ہندوستان کا نقشہ بھی شامل ہے۔ پہلی اشاعت ۱۹۰۹ء میں رفاہِ عام اسٹیم لاہور سے ہوئی۔ جس کی ایک ہزار (۱۰۰۰) جلدیں شائع ہوئیں جیسا کہ کتاب کے سرورق پر تحریر ہے۔

''سیاحتِ ہند'' بنیادی طور پر تاریخی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ حافظ امرتسری نے تمام معلومات بہت محنت سے جمع کی ہیں۔ اس سیاحت نامہ کی معلومات کا دائرہ تاریخی نوعیت کا ہے۔'' کتاب کی ابتداء میں امرتسری نے اپنے اسفار کی ترتیب بیان کی ہے جس میں تمہید کے علاوہ اپنے اسفار کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر سفر سے متعلق شہروں کے نام بیان کیے ہیں اس کیساتھ ہی دوسری فہرست بھی موجود ہے جس میں تمام شہروں کے نام حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیے گئے ہیں اور ساتھ ہی صفحہ نمبر بھی درج کیا گیا ہے۔ جس سے قاری با آسانی کسی بھی مخصوص شہر کے سفر کا حال معلوم کرسکتا ہے۔ اگلی فہرست میں تصاویر کی تفصیل موجود ہے۔ جس میں مقامات، شہر کے نام کے ساتھ موجود ہے اور اگلے کالم میں صفحہ نمبر بھی درج ہیں۔

مختصر دیباچے میں امرتسری اپنی سیاحت کی کامیابی کا موجب اپنے والد کو گردانتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

> سب میرے والد بزرگوار مولوی حافظ عمر الدین صاحب، ہوشیار پوری کی دُعاؤں کی برکات کا اثر ہے۔

اسکے ساتھ وہ ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ان کی کسی بھی مقام پر کسی طریقے سے بھی معاونت کی ہو۔ اُردو اور انگریزی اخبارات کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے حافظ صاحب کے سفر پر اپنی قیمتی رائے کا اظہار کیا تھا۔

سیاحت ہند کی تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ مارچ ۱۸۹۸ء سے اُن کو دُنیا کی سیر و سیاحت کا شوق شروع ہوا اور ۱۹۰۹ء تک انھوں نے ہندوستان، عراق، الجزیرہ، شام، استنبول، بیت المقدس، مصر، طرابلس، تیونس، الجزائر، مراکو، اندلس، انگلستان، فرانس، رُومۃ الکبریٰ، سسلی، مالٹا اور بلادِ اسلامیہ عرب کی سیر کی۔

امرتسری نے اپنا پہلا سفر بحیرہ قلزم کے راستے سے کیا جس میں مصر، شام اور اسلامی دارالخلافہ قسطنطنیہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سفر ۱۹۰۰ء میں اختتام پذیر ہوا۔ ان دو سالوں میں عربی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ ان ممالک کی طرز معاشرت جس میں خصوصاً تجارت کے مشغلہ نے حافظ امرتسری کو بہت متاثر کیا جس کی بدولت انھوں نے ملک واپسی پر اپنی سرکاری ملازمت کو خیر باد کہہ کر آزادانہ زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی اور سیر و سیاحت ہی کے ذریعے اپنی علمی قابلیت بڑھانے کو اپنا مقصد قرار

دیا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی پوری زندگی سیر و سیاحت میں بسر کی اور تجارت کے ذریعے ہی یعنی ایک ملک سے چیزیں خرید کر دوسرے ملک میں فروخت کر کے اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔

دوسرا سفر انھوں نے ۱۹۰۵ء میں خلیج فارس کے راستے سے بغداد، دیار بکر اور حلب کا کیا۔ اس میں مقامات مقدسہ کی زیارات کیں اس کے علاوہ اس سفر میں انھیں بہت دُشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بغداد سے حلب تک کا سفر تیس دن تک خچروں اور گاڑیوں کے ذریعے کیا۔ بیروت سے مصر اور وہیں سے افریقہ ہوتے ہوئے یورپ کی بھی سیر کی اور ۱۹۰۶ء میں حج کا فیرضہ ادا کیا۔

اسی دوران تقریباً سات سال ہندوستان کی سیاحت پر بھی صرف کیے۔

ہندوستان کے سفر کا مقصد بیان کرتے ہوئے امرتسری دیباچے میں لکھتے ہیں کہ:

> ہندوستان کے مختلف حصوں کی سیر سے میرا خاص مقصد کتب قدیمہ کی فراہمی اور ہندوستان کی پُرانی مصنوعات ونوادر کی بہم رسانی تھی جس کی تجارت سے ہندوستانی ایشیا، افریقہ اور یورپ کے سفروں میں مصارف چلتے رہے۔

ہندوستان کے سفر کی دوسری خاص وجہ امرتسری یہ بیان کرتے ہیں کہ:

> ۱۹۰۸ء میں ہندوستان کے تمام صوبوں کی سیر اور سابقہ معلومات تازہ کرنے کا ایک خاص موقع ریلوے بورڈ کے پریذیڈنٹ سر ایف رپاکٹ کے سی۔ سی۔ او (سی۔ ایس۔ آئی) کی مہربانی سے حاصل ہوا جو انہوں نے ہندوستان کا سفرنامہ مرتب کرنے اور مسافروں کے واسطے سہولتیں بہم پہنچانے کی غرض سے میری اعانت کی تھی۔ دوسرے درجہ کا ٹکٹ مع نوکر کے مجھے عطا کیا۔ ان کی اس فیاضی سے ریل کے دروازے میری آمد و رفت کے واسطے ہر وقت کھلے رہتے تھے اور غالباً میں پہلا شخص ہوں جس کو حکام ریلوے نے یہ امتیاز بخشا۔

''سیاحت، ہند'' کو سات اسفار میں تقسیم کیا گیا ہے جس کی ترتیب ذیل میں درج ہے۔

پہلا سفر: ملک پنجاب، شملہ سے پشاور تک

دوسرا سفر: پنجاب و سندھ۔ لاہور سے کراچی و کوئٹہ تک

تیسرا سفر: لاہور سے بمبئی تک

چوتھا سفر: گجرات، اجنٹی، وسط ہند اور راجپوتانہ

پانچواں سفر: ممالک متحدہ آگرہ اودھ، سہارنپور سے بنارس تک

چھٹا سفر: صوبہ بہار، اُڑیسہ و بنگالہ، میرٹھ سے علیگڑھ تک، کانپور، الہٰ آباد

ساتواں سفر: دکن۔ جبل پور سے براہ حیدر آباد، ٹوٹی کورن تک۔

اس سفر نامے کا نمایاں حصہ مدرسے، مساجد، کتب خانے، تعلیمی اور پبلک ادارے، انجمنیں، تاریخی شخصیات کے مقابر کے علاوہ بزرگان دین کے مزارات جن کی زیارت کا شرف امرتسری کو حاصل ہوا۔ قابل ذکر باغات، عجائب خانے، کتب خانے، چھاپہ خانے، منادر، شاہی محلات، قلعے کے تاریخی واقعات کے علاوہ ہر صوبہ کی حدود، آب و ہوا، پیدوار، صنعت وحرفت، تجارت اور باشندوں کی عادات وغیرہ کے احوال درج ہیں۔ ہندوستان کی وہ عمارتیں جو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے تمام دُنیا میں مشہور ہیں ان کی ۳۴ چونتیس عکسی تصاویر بھی ہمیں اس سیاحت نامے میں ملتی ہیں۔

''سیاحتِ ہند'' کی ابتدا ہی میں حافظ امرتسری نے ریلوے سفر کے حالات بھی درج کیے ہیں جن میں ریفرشمنٹ روم، ویٹنگ روم، سواری اور مسافر خانے اس کے علاوہ سفر میں دل بہلانے والے عناصر مثلاً اخبار، ناول وغیرہ کا ذکر تفصیل سے موجود ہے۔ مسافروں کے مختلف درجات کا احوال بھی بہت ہی حقیقی انداز میں درج ہے۔

امرتسری کا پہلا سفر صوبہ پنجاب کے شہروں پر مشتمل تھا۔ شملہ سے انھوں نے سفر کا احوال درج کیا ہے۔ شملہ کے بعد انبالہ، پٹیالہ، سرہند، لدھیانہ، جالندھر، امرتسر، قادیان اور وہاں سے موجودہ پاکستان میں شامل لاہور، گوجرانوالہ، وزیر آباد، سیالکوٹ، گجرات، جہلم، راولپنڈی، حسن ابدال، اٹک اور پشاور سے ہوتے ہوئے امرتسر کی واپسی پر یہ سفر اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔

جہاں تک سیاحت ہند کی خصوصیت کی بات ہے تو اس کی سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے کہ ۱۹۰۹ء سے قبل ہمیں ہندوستان کی سیاحت پر کوئی سفر نامہ اتنے جامع اور مبسوط انداز میں نہیں ملتا۔ یہ اپنے عہد کا ایک منفرد اور بہت اہم سفر نامہ ہے کیونکہ اُس عہد میں زیادہ تر سفر نامے روز نامچے یا ڈائری کی شکل میں ملتے ہیں جس میں مختصراً ان مقامات یا تمدن و معاشرت کی جھلک ملتی ہے۔ جہاں سفر نامہ نگار نے ضرورت محسوس کی تفصیل سے حال لکھ دیا نہیں تو سرسری طور پر اسکا ذکر کر دیا جبکہ سیاحت ہند ایک ایسا سفر نامہ ہے جس میں ہمیں ہندوستان کے تقریباً تمام شہروں کے تاریخی حالات نہایت تفصیل سے ملتے ہیں اور انتہائی محنت کے ساتھ گزشتہ اور موجودہ تاریخ بیان کی گئی ہے۔

دوسرے سفر میں پنجاب و سندھ کے شہروں کا ذکر ملتا ہے اس میں لاہور، پاک پٹن، ملتان، بھاول پور، اُچ، سکھر، بکھر، روڑھی، خیر پور، حیدر آباد، کراچی اور وہاں سے کوئٹہ براہِ سہون و شکار پور شامل ہیں۔

مندرجہ بالا شہروں میں سے پاک پٹن، ملتان، بھاولپور، اُچ صوبہ پنجاب میں شامل ہیں جس کی نشان دہی خود امرتسری نے ابتدا ہی میں کی ہے سندھ کی تاریخ بیان کرنے کیلئے حافظ امرتسری نے عبدالحلیم شرر کی مترجم تصنیف ابن بطوطہ و تاریخ سندھ کا حوالہ دیا ہے۔

دریائے سندھ سے سندھ کی سرزمین کو رونق اور شادابی حاصل ہے اس اعتبار سے تمام جغرافیہ نویس سندھ کو مصر کے

مشابہ بیان کرتے ہیں کیونکہ جس طرح مصر کی ساری آبادی بلکہ زندگی کی رونق اور زمین کی سرسبزی وشادابی کا دارومدار دریائے نیل پر ہے اسی طرح سندھ کی رونق و آباد کا انحصار دریائے سندھ پر ہے جو زمینیں اس دریا کے کنارے ہیں وہ بہت زرخیز اور سیر حاصل ہیں۔

اُس وقت سندھ کی آب و ہوا گرم وخشک تھی اور گرمی تمام ممالک میں عموماً ایسی شدت سے پڑتی تھی کہ افغان اور شمالی ہند کے لوگ یہاں آتے ہوئے ڈرتے تھے اس گرمی کے متعلق ان میں یہ مثل مشہور تھی کہ ''سندھ کی دھوپ گورے کو کالا کردیتی ہے اور ایسی تیز ہے کہ اس میں انڈا بھون سکتے ہیں۔'' لیکن موجودہ عہد میں جبکہ دنیا کا موسم تبدیل ہوگیا ہے تو سندھ کی آب وہوا میں بھی بہت فرق آگیا ہے۔

سیاحت ہند کے مطالعے سے ہمیں سندھ کے بارے میں بہت سی تاریخی معلومات حاصل ہوتی ہے۔جس سے پتہ چلتا ہے کہ حافظ امرتسری نے ہر علاقے کے بارے میں بہت ہی باریک بینی سے معلومات حاصل کی ہیں جو اس سفر نامے کو اپنے عہد کا ایک منفرد اور انتہائی دلچسپ سفر نامہ بنا دیتی ہیں۔ رقبہ و آبادی، آب و ہوا، پیدوار، صنعت وحرفت، تجارت، سیاست، اُردو کی ترقی، تعلیمی حالت، باشندوں کی عادت واطوار، تاریخی واقعات اور مذہبی انقلابات غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں نہایت تفصیل سے آگاہی ملتی ہے۔

حافظ امرتسری کے سیاحت نامے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ایک عالم کے مشاہدات نظر آتے ہیں یوسف کمبل پوش کی طرح صرف جذبات نگاری یا حیرت نگاری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے بلکہ علمی، تاریخی حیثیت کو پیش نظر رکھ کر کسی بھی عمارت مقام یا واقعہ کی تفصیل بیان کی ہے جیسا کہ قلعہ گوالیار کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی پوری تاریخ سنین اور فاتحین کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی کوئی نہ کوئی علمی بات بھی گوش گزار کر جاتے ہیں۔

سیاحت ہند کے موضوعی مطالعہ سے ہمیں اس کی اہمیت انفرادیت اور خصوصیت کا پتہ چلتا ہے یہ سفر نامہ نہایت تفصیل سے زندگی کے ہر شعبے سے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے اور اس عہد کے تاریخی، مذہبی اور معاشرتی حالات ہمارے سامنے کھل کر آجاتے ہیں۔

''سیاحتِ ہند'' میں پاکستان کے تقریباً چوبیس بڑے بڑے شہروں کا تذکرہ ہے۔ ۱۹۰۹ء کے وقت ان میں سے بعض چھوٹے شہر تھے اور بعض قصبوں کی صورت میں رکھتے تھے لیکن اب ترقی پا کر پاکستان کے بڑے شہروں ہی میں شمار نہیں ہوتے بلکہ ان میں قائم صنعتوں کی وجہ سے قومی آمدنی میں اضافے کا اہم ذریعہ بن چکے ہیں۔

حافظ امرتسری نے ۱۹۰۹ء کے وقت کے تحت پاکستان کی بہت عمدہ تصویر پیش کی ہے۔ اس سیاحت نامہ میں پاکستان کے شہروں کی حالت، ان کی تاریخی اہمیت، تمدن و معاشرت کی جھلک، مذہبی مقامات، تاریخی و یادگار عمارتوں کی تفصیلات بہت ہی واضح انداز میں پیش کی ہیں جس سے پڑھنے والے کو تشنگی محسوس نہیں ہوتی۔اور سفر نامے کے مطالعے سے گھر

بیٹھے ہی اُس عہد کے پاکستان کے ہر شہر اور تاریخ اور اس کی ثقافت کے بارے میں معلومات مل جاتی ہیں اس سفر نامے سے قبل کسی سفر نامے میں پاکستان میں شامل تمام علاقوں کا اس قدر تفصیل سے جائزہ پیش نہیں کیا گیا بلکہ پاکستان کے چیدہ چیدہ علاقوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

سیاحت ہند میں صنعت و تجارت، چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے چھاپے خانے غرضیکہ مساجد، گلی محلوں کی تعارف اس قدر تفصیل سے کرایا گیا ہے کہ قاری نہ صرف لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ اس کی معلومات میں بھی گا ہے بہ گا ہے اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس سفر نامے میں صرف عام انسان کی نظر کے مشاہدات موجود نہیں بلکہ ایک عالم کے مشاہدات نظر آتے ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل لکھا گیا یہ سفر نامہ تاریخ پاکستان، تاریخ ہند اور مشہور شخصیات اور ان کے کارناموں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا ایک مفید ذریعہ ہے اس سفر نامہ میں لاہور کے گلی کوچوں، عمارات اور مقابر و مساجد اور شخصیات کے بارے میں واضح معلومات درج ہیں کہ لگتا ہے جیسے ہم یہ سب پڑھ نہیں رہے بلکہ اپنی آنکھوں سے ان جگہوں کی سیر کر رہے ہیں۔ لاہور کی بادشاہی مسجد ہو یا انارکلی، بازار، جہانگیر کا مقبرہ ہو یا مسجد وزیر خان، شیعہ برادری کا امام باڑہ ہو یا اہل سنت کی عید گاہ۔ وہ باغات اور تفریح گاہیں جو اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کے تعمیر کردہ مقامات، سکھوں کے راجہ مہاراجہ کے سیاہ کارناموں کی داستانیں سُنا تا نور جہاں کا مقبرہ، شاہی قلعہ ہو یا بادشاہی مسجد میں موجود عجائب گھر جہاں تبرکات نبوی زیارت کے لیے رکھے ہوئے ہیں، راجہ رنجیت سنگھ کا مقبرہ۔ غرض یہ کہ امرتسری نے کسی پہلو کو تشنہ نہیں رکھا اور پڑھنے والے کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔ گوجرانوالہ کی سیر بھی بہت خوبصورتی سے کرائی ہے اس شہر کے تاریخی مقامات، کالج اور اسکا سنگ بنیاد رکھنے کی تاریخ شہر کے چہار جانب لگے باغات اور یہاں کے لوگوں کو علمی و ادبی ذوق سے روشناس کرایا۔ سیالکوٹ اقبالؔ کے اس شہر کی سیر امرتسری نے بھر پور انداز میں کرائی ہے۔ سیالکوٹ کی ثقافت، صنعت، حرفت اور تجارت جو کہ پوری دُنیا میں مشہور ہے یہاں کے مشنری اسکول جنکا یہاں انگریزی زبان کی ترقی میں بڑا اہم کردار ہے۔ سیالکوٹ کے بعد گجرات جو کہ اکبر بادشاہ کا آباد کردہ گجرات کی آبادی یہاں کے لوگوں کے کاروبار، علمی و ادبی ذوق وشوق یہاں کی مشہور خانقاہ جس کا نام ''شاہ دولا'' کی خانقاہ جس بزرگ کی نسبت سے یہ خانقاہ قائم کی گئی ہے اُن کا سلسلہ نسب، ان کی خصوصیات اور ان کے معتقدین کے بارے میں نہایت تفصیل سے بیان ملتا ہے۔

گجرات کے بعد جہلم کی سیر کا ذکر اس انداز میں ہے کہ قاری ایسا محسوس کرتا ہے کہ خود کشتی میں بیٹھ کر دریائے جہلم کی سیر کر رہا ہے۔ روالپنڈی کے گلی کوچوں، لوگوں کی عادات و اطوار، رہن سہن سے یہاں کے تفریحی مقامات، موسم کے مزاج، تاریخی عمارات، فوجی چھاؤنی، اسکول کالج، سے آگاہی ملتی ہے۔ حسن ابدال کا نام ایک بزرگ کی نسبت سے رکھا گیا ہے۔ جس کے اطراف کے کھنڈرات اس کی تاریخ سے آگاہی فراہم کرتے ہیں کہ کسی زمانے میں یہاں شہر خوب آباد ہوگا۔ بادشاہ جہانگیر کے زمانے کی بارہ دری اور باغ کی سیر بھی خوبصورتی سے کرائی ہے۔ امرتسری نے اٹک سے پشاور شہر کی سیر کرائی ہے جس میں

اس شہر کی آبادی و بربادی، اسلامی تاریخ، یہاں کے گورنر کی حکمرانی، لوگوں کی عادات و اطوار، راجہ مہاراجہ کے زمانے میں تعمیر کی گئی عمارات، یہاں کے لوگوں کی مہمان نوازی اور گلی کوچوں سے آشنا کرایا ہے۔ درہ خیبر کی خصوصیات اس کے حدودِ اربع کے بارے میں مقدور بھر تفصیلات درج ہیں۔

امرتسری کا دوسرا سفر بھی پاکستان کے صوبہ سندھ پر مشتمل ہے جس میں انھوں نے اس صوبہ کی تاریخ، یہاں کے لوگوں کے رہن سہن، تجارت، زراعت اور اس صوبہ کی تعمیر و ترقی، آب و ہوا کے بارے میں بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ سندھ کے شہروں خیر پور، سکھر، روہڑی، حیدر آباد اور کراچی جیسے پر فضا مقام کے بارے میں بھی تفصیلی مندرجات ملتے ہیں کراچی کے لوگوں کے مزاج، موسم کے اثرات یہاں کے سمندر کے کناروں اور اس سمندر کی سیر غرض سے آنے والوں کے بارے میں بتایا ہے۔ کراچی کی مشہور بندرگاہ، دریائے سندھ کی خصوصیت اور اس کی پوری وادی کو سیراب کرنے کی خصوصیت کے علاوہ لاڑکانہ، حیدر آباد، بہاولپور، ملتان، ہر شہر کا اس قدر تفصیلی تعارف اور معلومات اس سفر نامہ میں موجود ہیں کہ پڑھنے والے کو بالکل اس شعر کا مزا آتا ہے کہ:

بیٹھ کر سیر دو جہاں کرنا
یہ تماشا کتاب میں دیکھا

سفر نامہ پڑھنے کا صحیح لطف اس وقت آتا ہے جبکہ مصنف نے ہر مقام کے بارے میں اس قدر تفصیل اور خوبصورتی سے تحریر کیا ہو کہ پڑھنے والا کہیں بھی بے مزا نہ ہو۔ امرتسری نے لاہور کی سیر سے اپنے سفر کا آغاز کیا جو کراچی کے ساحل سمندر تک اختتام کو پہنچتا ہے۔ وہ اپنے قارئین کو شہروں کی سیر کرانے کے ساتھ ساتھ تاریخ ہند، بادشاہانِ وقت کے مزاج، اُن کے حسن ذوق وشوق اور فن تعمیر سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ چنانچہ حافظ عبدالرحمن امرتسری سے قبل اس قدر خوبصورت اور تفصیلی سفر نامہ کسی سفر نامہ نگار نے نہیں لکھا۔ اور اس سفر نامے کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ سفر نامہ لکھا تو قیام پاکستان سے قبل گیا ہے یعنی ۱۹۰۹ء میں لیکن پڑھنے والے کو یوں لگتا ہے کہ یہ سفر پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان کے نقشہ کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے۔

۱۹۰۹ء سے قبل کے لکھے گئے سفر ناموں میں بھی پاکستان میں شامل علاقوں کا ذکر ہے یعنی برصغیر کے مشترکہ علاقوں کا لیکن تاریخ اردو میں صرف حافظ عبدالرحمن اور امرتسری کے سفر نامے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں پاکستان میں شامل علاقوں کا سفر اور تاریخ کا مطالعہ کرنے کو ملتا ہے۔

''سیاحت ہند'' اپنے عہد کا بہترین تاریخی ماخذ ہے جس سے پاکستان میں شامل علاقوں کے علاوہ ہندوستان میں موجودہ علاقوں کی نہ صرف سماجی، سیاسی، مذہبی بلکہ تعلیمی حالت کا اندازہ بھی ہوجاتا ہے بلکہ اس کی اس اہمیت سے کسی بھی طور انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ نہ صرف اپنے عہد کی زبان و بیان کا آئینہ دار ہے بلکہ ارضِ پاکستان کے حوالے سے اہم تاریخی ماخذ کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ حافظ صاحب کا اسلوب سادہ اور انداز بیان انتہائی سہل ہے انھوں نے انتہائی سلیس زبان استعمال کی

ہے۔ بعض جگہوں پر فارسی اور اردو اساتذہ کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ امرتسری صاحب ہر مقام پر اپنی موجودگی کا احساس دلاتے ہیں۔

اکیسویں صدی میں یوں تو سفرنامے نے ادبی صنف کی حیثیت سے ترقی کی بہت سی منازل طے کی ہیں لیکن زیرِ نظر سفرنامہ جو کہ موجودہ عہد کی تخلیق نہیں لیکن دلچسپ معلومات اور تاریخ کا بہترین ماخذ ہونے کے سبب نہ صرف اچھے سفرناموں میں جگہ پانے کا مستحق ہے بلکہ اپنے عہد کے سفرناموں میں ایک منفرد اور خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۰۹ء سے قبل کا یہ واحد سفرنامہ ہے جس میں اس عہد کے پاکستان کے تمام شہروں کا تذکرہ ملتا ہے۔ گو کہ موجود دور میں بہت سے چھوٹے شہر بڑے شہروں میں تبدیل ہو چکے ہیں اور بعض نئے شہر بھی آباد ہو چکے ہیں۔

لیکن یہ سفرنامہ اپنے اندر موجود معلومات کی بدولت نہ صرف تاریخی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ارضِ پاکستان کا پہلا سفرنامہ بھی ہے۔

اس لیے حافظ عبد الرحمن امرتسری کے سفرنامے ''سیاحتِ ہند'' کو ''اولین سفرنامہ پاکستان'' کا نام دینا غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے قبل کسی نے بھی پاکستان میں شامل علاقوں کا اس تسلسل کے ساتھ سفر کا احوال نہیں لکھا۔

حواشی

1. *Film or illustrated lecture with description of travel*, *The Oxford Dictionary*, Ed. 1982, p. 1141

(۲) الحاج مولوی فیروز الدین، (مرتبہ)، فیروز اللغات، (لاہور: فیروز سنز، ۱۹۸۶ء)، ص، ۱۰۸

(۳) انور سدید، اردو ادب میں سفرنامہ، (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء)، ص ۷۰

(۴) ایضاً

(۵) معین الدین عقیل، مشرق تاباں، (اسلام آباد: پورب اکیڈمی، ۱۹۹۲ء)، ص۔ ۱۰

(۶) سید فیاض محمود، تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۱ء)، ص، ۴۰

(۷) انور سدید، اردو ادب میں سفرنامہ، محولہ بالا، ص ۸۰

(۸) اشتیاق حسین قریشی، برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، (کراچی: شعبۂ تصنیف و تالیف، ۱۹۹۹ء)، ص ا

(۹) ڈاکٹر تاراچند، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، (دہلی: آزاد کتاب گھر، ۱۹۴۶ء)، ص ۱۰

(۱۰) انور سدید، اردو ادب میں سفرنامہ، محولہ بالا، ص ۸۱

(۱۱) ابوریحان البیرونی، کتاب الہند، بحوالہ: اشتیاق حسین قریشی، برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامی (کراچی: شعبۂ تصنیف و تالیف، ۱۹۹۹ء)، ص ۲۲۷

(۱۲) محمد عمر، ہندوستان کی تہذیب پر مسلمانوں کے اثرات، (لاہور: الحمزن پریس پاک اکیڈمی، ۱۹۹۲ء) ص ۱۴
(۱۳) رئیس احمد جعفری (مترجم)، سفر نامہ ابن بطوطہ، (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۶۱ء) ص ۴
(۱۴) ایضاً ص ۶۸۳
(۱۵) معین الدین عقیل، مشرق تاباں، محولۂ بالا ص ۱۶۳
(۱۶) ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، اردو سفر نامے کی مختصر تاریخ، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء) ص ۱۵
(۱۷) انور سدید، اردو ادب میں سفر نامہ، محولہ بالا ص ۹۷
(۱۸) ایضاً ص ۹۷
(۱۹) ایضاً ص ۱۰۰
(۲۰) معین الدین عقیل، ایک نادر سفر نامہ، (کراچی: مکتبۂ اسلوب، ۱۹۸۶ء) ص ۱۴
(۲۱) ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، اردو سفر نامے کی مختصر تاریخ، محولہ بالا ص ۳۷
(۲۲) ایضاً ص ۳۹
(۲۳) فہمیدہ شیخ، اردو ادب میں سفر نامہ، مشمولہ تحقیق، حیدر آباد، شمارہ ۵، ۱۹۹۲ء، ص ۲۶۴
(۲۴) تلمیذ الدین احمد، اودھ پنچ کا ایک قلم کار، (دہلی: نیو پبلک پریس، ۱۹۷۹ء) ص ۱۹۴
(۲۵) ابوالکلام آزاد، ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، (لاہور: چٹان پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۰ء) ص ۷
(۲۶) مالک رام، علمی مجلس چھتہ نواب صاحب، مشمولہ: سہ ماہی تحریر، نئی دلّی، شمارہ ۲، ۱۹۲۸ء، ص ۹
(۲۷) عبدالرحمن امرتسری، سیاحتِ ہند، لاہور، ۱۹۰۹ء، ص ۱

مآخذ

(۱) آزاد، ابوالکلام، ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی، لاہور: چٹان پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۰ء
(۲) احمد، تلمیذ الدین، اودھ پنچ کا ایک قلم کار، دہلی: نیو پبلک پریس، ۱۹۷۹ء
(۳) البیرونی، ابوریحان، کتاب الہند، بحوالہ: اشتیاق حسین قریشی، برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامی، (کراچی: شعبۂ تصنیف و تالیف، ۱۹۹۹ء
(۴) امرتسری، عبدالرحمن، سیاحتِ ہند، لاہور، ۱۹۰۹ء
(۵) بیگ، مرزا حامد، ڈاکٹر، اردو سفر نامے کی مختصر تاریخ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء
(۶) تارا چند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، دہلی: آزاد کتاب گھر، ۱۹۴۶ء
(۷) جعفری، رئیس احمد (مترجم)، سفر نامہ ابن بطوطہ، کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۶۱ء
(۸) سدید، انور، اردو ادب میں سفر نامہ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء
(۹) عقیل، معین الدین عقیل، مشرقِ تاباں، اسلام آباد: پورب اکیڈمی، ۱۹۹۲ء
(۱۰) ______، ایک نادر سفر نامہ، کراچی: مکتبۂ اسلوب، ۱۹۸۶ء
(۱۱) عمر، محمد، ہندوستان کی تہذیب پر مسلمانوں کے اثرات، لاہور: الحمزن پریس پاک اکیڈمی، ۱۹۹۲ء

(۱۲) قریشی، اشتیاق حسین، برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، کراچی: شعبۂ تصنیف و تالیف، ۱۹۹۹ء
(۱۳) محمود، سیّد فیاض، تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۱ء

اخبارات و رسائل

(۱) سہ ماہی تحریر، نئی دلّی، شمارہ ۲، ۱۹۲۸ء
(۲) تحقیق، حیدرآباد، شمارہ ۵، ۱۹۹۲ء

لغت

(۱) دی اوکسفرڈ ڈکشنری (انگریزی)، اشاعت ۱۹۸۲ء
(۲) فیروز الدین، الحاج مولوی، (مرتبہ)، فیروز اللغات، لاہور: فیروز سنز، ۱۹۸۶ء